بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

نمبر 5254

رجسٹرڈ ایل

روزنامہ

الفضل

ربوہ

شرح چندہ
سالانہ ۲۵ روپے
ششماہی ۱۳ ״
سہ ماہی ۷ ״

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر
بی۔ اے ایل ایل بی

فون نمبر ۔ ۴۹

The Daily ALFAZL Rabwah

قیمت فی پرچہ ۱/

جلد ۴۶/۱۱ ۲۳ ماہ ظہور ۱۳۳۶ھ ش - ۲۳ اگست ۱۹۵۷ء نمبر ۱۹۸

محامد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

آں شہِ عالم کہ نامش مصطفیٰ
سیدِ عشاق حق شمس الضحیٰ
آنکہ ہر نورے طفیلِ نورِ اوست
آنکہ منظورِ خدا منظورِ اوست
آنکہ بہرِ زندگی آبِ رواں
در معارف ہمچو بحرِ بیکراں
آنکہ بر صدق و کمالش در جہاں
صد دلیل و حجتِ روشن عیاں

آنکہ انوارِ خدا بر روئے او
مظہرِ کارِ خدائی کوئے او
آنکہ جملہ انبیاء و راستاں
خادمانش ہمچو خاکِ آستاں
آنکہ مہرش مے رساند تا سما
میکند چوں ماہِ تاباں در صفا
اتباعش دل فروزد جاں دہد
جلوۂ از طاقت یزداں دہد

اتباعش سینہ نورانی کند * باخبر از یارِ پنہانی کند

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۵۷ء

زندہ نمونہ

قرآن کریم اللہ تعالےٰ کا کلام ہے اور اس میں تمام عالم کے لئے اللہ تعالےٰ نے حقیقی کامیاب زندگی گذارنے کے اصول بیان فرمائے ہیں اور اگر کوئی انسان ان اصولوں پر عمل کرے تو وہ معراج زندگی کو حاصل کر سکتا ہے۔ مگر بہت کم ایسے انسان ہیں جو صرف اصولوں پر چل کر راہ ہدایت پا سکتے ہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ انسان کے سامنے جب تک کوئی عملی نمونہ نہ ہو وہ محض اصولوں سے صحیح رہنمائی نہیں حاصل کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ عملی لحاظ سے بھی غور و فکر کرنے والوں نے صحیح رہنمائی کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ایک تھیوری اور دوسرا پریکٹس۔ تھیوری خواہ کتنی مکمل اور واضح ہو جب تک انسان کے سامنے پریکٹیکل نمونہ نہ رکھا جائے اس وقت تک وہ کوئی فن یا ہنر سیکھ نہیں سکتا۔

متقیانہ صالح زندگی بھی ایک فن اور ہنر ہے اس لئے ضروری تھا کہ مکمل ہدایت کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے ایک مکمل نمونہ بھی پیش کیا جاتا جو ان ایات پر عمل کر کے دکھاتا چنانچہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق کے متعلق سوال کیا تو آپ نے برجستہ جواب دیا کہ خلقہ القرآن۔ یعنی آپ کا خلق وہی تھا جس کی رہنمائی اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں فرمائی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح قرآن پاک کی ہدایات کو عمل کے میدان میں دکھایا ہے اس کو اسلامی اصطلاح میں سنت رسول اللہ کہتے ہیں اور یہی چیز ہے جو ہم تک صالح انسانوں کے عمل کے ذریعہ پہنچی ہے جس کو تعامل کہتے ہیں ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اس کے مطابق عمل کرے گویا یہ ہمارے لئے عملی نمونہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے اس طرح اسلام کی تعلیم تھیوری اور پریکٹس دونوں کے لحاظ سے مکمل ہے۔

دنیا میں آنحضرت ہی وہ واحد انسان ہیں جن کی زندگی کے ہر پہلو میں ہم کو کامل نمونہ ملتا ہے ورنہ پہلے انبیاء علیہم السلام کے تو مکمل حالات بھی ہم تک نہیں پہنچ سکے آنحضرت نبی آخر الزمان ہیں یعنی آپ کی آوردہ تعلیم اور آپ کا اسوہ حسنہ جو صالح انسانوں کے تعامل میں جاری ہے قیامت تک کے لئے ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے ایسے سامان پیدا کر دئے کہ آنحضرت کا اسوہ حسنہ تعامل کی صورت میں قیامت تک قائم رہے اس کے لئے اللہ تعالےٰ نے مجددین کا سلسلہ قائم کیا ہے کہ اگر کسی وجہ سے تعامل میں بھی کوئی غلطی پیدا ہو جائے تو مجددین اس غلطی کو نکال دیں اس طرح اللہ تعالےٰ نے آپ کے اسوہ حسنہ کو بھی ثبات دیا ہے تاکہ انسان کو صرف تھیوری پر نہ چھوڑ دیا جائے بلکہ ہر وقت پریکٹیکل نمونہ بھی اس کے سامنے رہے یہ اللہ تعالےٰ کا انسان پر بہت بڑا احسان ہے اس نے اپنی ہدایت میں کوئی کمی نہیں رہنے دی۔

خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آنحضرت کو اسوہ حسنہ فرمایا ہے اور آپ کی ذات کے لئے علی خلق عظیم فرمایا ہے اس لئے انسان کی فلاح اسی میں ہے کہ آپ کے نمونہ پر چلے۔

چونکہ اللہ تعالےٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے ہدایت بھیجی۔ اس لئے وہ فرماتا ہے کہ ہم نے ان میں رسول بھی بشر ہی بھیجا ہے اور فرشتہ نہیں بھیجا اس میں یہی راز ہے کہ جو نمونہ خلق عظیم آنحضرت نے پیش کیا ہے وہ انسان کے لئے ہے کہ وہ جان لے کہ وہ تقویٰ میں کہاں تک ترقی کر سکتا ہے

جن لوگوں مثلاً عیسائیوں نے اپنے انبیا علیہم السلام کو بشریت سے بالا کوئی ہستی بنا لیا ہے وہ انسانوں کے لئے نمونہ نہیں بن سکتے۔ چنانچہ آج خود عیسائی مفکر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو عملی زندگی کا نمونہ تصور نہیں کرتے

اصل بات یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام تھے تو بشر ہی لیکن بعد میں آپ کے ماننے والوں نے آپ کو بشریت سے بالا کر کے خود خدا یا خدا کا بیٹا بنا دیا۔ اس طرح آپ کی حقیقی زندگی جو اسوہ حسنہ تھی غبار میں اوجھل ہو کر رہ گئی ہے اور اب بلحاظ بشریت کے آپ کا نمونہ موثر نہیں رہا۔ اس لئے زمانہ حال کے بہت سے سوچنے سمجھنے والے عیسائی عیسائیت سے مایوس ہو چکے ہیں کیونکہ موجودہ عیسائیت کسی انسان کو نہیں بلکہ خدا کو پیش کرتی ہے ظاہر ہے کہ انسان اپنی حدود و قیود کے پیش نظر ایک خدائی صفات ہستی کے نمونہ سے رہنمائی نہیں پا سکتا

اس لحاظ سے اسلام ہی ایک کامل مگر قابل عمل دین ہے آنحضرت کامل بشر ہیں اس لئے آپ کا اسوہ حسنہ انسان کی رہنمائی کے لئے زندہ نمونہ ہے۔

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۲ اگست مکرم حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کو کل سارا دن اور رات کافی حد تک آرام رہا اور رات نیند بھی آ گئی۔ اصل مرض میں کسی حد تک کمی ہے۔ الحمد للہ احباب حضرت حافظ صاحب کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

مکرم خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب کی صحت کے متعلق آج کی رپورٹ ہے کہ آپ کو کل بھی بخار اور بے چینی رہی۔ کھانسی اور تنفس کی تکلیف بدستور ہے۔ گلے میں سوزش ہے جس کی وجہ سے نہ بات کر سکتے ہیں اور نہ ہی غذا اندر جاتی ہے۔ پانی بھی مشکل پیا جاتا ہے نقاہت بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ حالت تشویشناک ہے۔ احباب سے ان کی صحت کے لئے درد مندانہ دعا کی درخواست ہے۔

مکرم مولوی ابوبکر ایوب صاحب مبلغ ہالینڈ آج ربوہ پہنچ رہے ہیں

ربوہ ۲۲ اگست۔ مکرم مولوی ابوبکر ایوب صاحب مولوی فاضل مبلغ ہالینڈ آج بذریعہ چناب ایکسپریس ربوہ پہنچ رہے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف ہالینڈ میں تبلیغ اسلام کے فریضہ کی ادائیگی کے بعد رخصت پر اپنے وطن انڈونیشیا واپس جا رہے ہیں۔ آپ کچھ عرصہ مرکز میں گذاریں گے۔ مکرم مولوی صاحب اس ماہ کی ۱۰ تاریخ کو ہالینڈ سے کراچی پہنچے تھے۔

ضروری اعلان

تمام جماعتوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ چندہ تحریک جدید جس قدر بھی ماہ اگست میں وصول ہو چکا ہے وہ معہ اسم وار تفصیل اور سال کی تعین کے ساتھ کہ آیا سال ۲۳ کا ہے یا ۱۳ کا یا پچھلا کسی سال کا بقایا ہے ۳۱ اگست تک مرکز میں داخل ہو جانا ضروری ہے اور صدر انجمن کا عام قاعدہ ہے کہ ہر ماہ کی بیس تاریخ کو روپیہ مرکز میں روانہ کیا جایا کرے

(وکیل المال تحریک جدید)

محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے۔ جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے اس فخر میں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا۔ اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلےٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے۔ اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے ان سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے کہ آپ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جب کہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا۔ اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا۔ جب کہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی۔ کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھلائے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا۔ اور روحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی۔ اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے۔ اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے۔ مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا۔ بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے قدم بڑھایا۔

پس بلاشبہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے۔ بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں۔ اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی۔ اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کی تاخر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہو گئے۔

اس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے۔ جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا۔ اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے۔ اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اس کے تصرف سے نہ اس کی خلق سے اور ہزارہا درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے۔ اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسول کو پایا۔ جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا اور ایسے خدا کو پایا۔ جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے۔ جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہی ہمارا سچا خدا بیشمار برکتوں والا ہے اور بے شمار قدرتوں والا اور بے شمار حسن والا اور بے شمار احسان والا۔ اسکے سوا کوئی اور خدا نہیں۔

نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو۔ اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم رتبہ کوئی اور رسول ہے۔ اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے ...... موسیٰ نے وہ متاع پائی جس کو قرون اولیٰ کھو چکے تھے۔ اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی۔ جس کو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کا قائم مقام ہے۔ مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھ کر۔

رسالہ "خالد" کا سالانہ نمبر یکم اکتوبر کو شائع ہوگا

اہل قلم حضرات دس ستمبر تک اپنی نگارشات بھجوا دیں

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان رسالہ خالد امسال یکم اکتوبر کو اپنا سالنامہ اور اجتماع نمبر شائع کر رہا ہے۔ اس موقعہ پر جب کہ خدام الاحمدیہ کے قیام کو بیس سال ہو چکے ہوں گے اس جہت سے بھی "خالد" میں نہایت دلچسپ اور معلوماتی مواد پیش کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں جماعت کے چیدہ بزرگوں اور اہل قلم حضرات سے اعانت کی خاص اپیل کی گئی ہے۔ میں اس اعلان کے ذریعہ جماعت کے تمام اہل قلم معززات سے مزید درخواست کرتا ہوں کہ وہ مہربانی کر کے رسالہ "خالد" کے اس خاص نمبر کے لئے نظم و نثر کی صورت میں مورخہ ۱۰ ستمبر تک اپنی نگارشات بھجوا کر ادارہ خالد کو شکریہ کا موقع دیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار محمد شفیع اشرف مدیر ماہنامہ "خالد" ربوہ

سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ اور گوشوارہ

گذشتہ سالانہ اجتماع کی طرح اس سال بھی گوشوارہ تیار کیا جا رہا ہے۔ جس میں جملہ مجالس کے مندرجہ ذیل چندہ جات کی وصولی ۳۱ راگست ۱۹۵۵ء تک کی پوزیشن دکھائی جائے گی۔

لہٰذا امید کی جاتی ہے کہ جملہ مجالس کے عہدیدار اس عرصہ میں زیادہ سے زیادہ بقایا جات صاف کرنے کی کوشش فرمائیں گے۔

فاستبقوا الخیرات (۱۰ ستمبر تک مرکز میں موصول ہونے والی رقوم اس میں شمار کر لی جائیں گی۔)

۱۔ چندہ مجلس
۲۔ چندہ تعمیر دفتر
۳۔ چندہ خدمت خلق
۴۔ چندہ ریزرو فنڈ
۵۔ چندہ سالانہ اجتماع

(مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ذکر الہٰی

(رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی عشق الہٰی میں ڈوبی ہوئی نظر آتی ہے۔ باوجود بہت بڑی جماعتی ذمہ واری کے دن اور رات آپؐ عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ نصف رات گذرنے پر آپ خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اور صبح تک عبادت کرتے چلے جاتے۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ آپ کے پاؤں سوج جاتے تھے اور آپ کے دیکھنے والوں کو آپ کی حالت پر رحم آتا تھا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں ایک دفعہ میں نے ایسے ہی موقعہ پر کہا یا رسول اللہ آپ تو خدا تعالیٰ کے پہلے ہی مقرب ہیں۔ آپ اپنے نفس کو اتنی تکلیف کیوں دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے عائشہ! اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا۔ جب یہ بات سچی ہے کہ خدا تعالیٰ کا میں مقرب ہوں اور خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کر کے مجھے اپنا قرب عطا فرمایا ہے تو کیا میرا یہ فرض نہیں کہ جتنا ہو سکے میں اس کا شکریہ ادا کروں۔ کیونکہ آخر شکر احسان کے مقابل پر ہی ہوا کرتا ہے۔

آپؐ کوئی بڑا کام بغیر اذن الہٰی کے نہیں کرتے تھے ...... باوجود مکہ کے لوگوں کے شدید ظلموں کے آپ نے مکہ اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ پر وحی نازل نہ ہوئی اور وحی کے ذریعہ سے آپ کو مکہ چھوڑنے کا حکم نہ دیا گیا۔ اہل مکہ کے ظلموں کی شدت کو دیکھ کر آپ نے جب صحابہؓ کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دی اور انہوں نے آپ سے خواہش ظاہر کی کہ آپ بھی ان کے ساتھ چلیں۔ تو آپ نے فرمایا مجھے ابھی خدا تعالیٰ کی طرف سے اذن نہیں ملا۔ ظلم اور تکلیف کے وقت جب لوگ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو اپنے ارد گرد اکٹھا کر لیتے ہیں آپؐ اپنی جماعت کو حبشہ کی طرف ہجرت کر کے چلے جانے کی ہدایت کی اور خود اکیلے مکہ میں رہ گئے اس لئے کہ آپ کے خدا نے آپ کو ابھی ہجرت کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔

خدا کا کلام آپ سنتے تو بے اختیار ہو کر آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ خصوصاً وہ آیات جن میں آپ کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن شریف کی کچھ آیات مجھے پڑھ کر سناؤ۔ میں نے اس کے جواب میں کہا۔ یا رسول اللہ! قرآن تو آپ پر نازل ہوا ہے میں آپ کو کیا سناؤں۔ آپ نے فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ دوسرے لوگوں سے بھی قرآن پڑھوا کر سنوں۔ اس پر میں نے سورہ نساء پڑھ کر سنانی شروع کی۔ جب پڑھتے پڑھتے اس آیت پر پہنچا کہ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا یعنی اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر قوم میں سے اس کے نبی کو اس کی قوم کے سامنے کھڑا کر کے اس قوم کا حساب لیں گے اور تجھ کو بھی تیری قوم کے سامنے کھڑا کر کے اس کا حساب لیں گے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بس کرو" میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی دونوں آنکھوں سے ٹپ ٹپ کر آنسو بہہ رہے تھے

نماز کی پابندی کا آپ کو اتنا خیال تھا کہ سخت بیماری کی حالت میں جبکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے گھر میں نماز پڑھ لینے اور لیٹ کر پڑھ لینے تک کی بھی اجازت ہوتی ہے۔ آپ سہارا لے کر نماز پڑھانے کے لئے آتے۔ ایک دن آپ نماز کے لئے نہ آسکے۔ تو حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا۔ لیکن اتنے میں طبیعت میں کچھ سہولت معلوم ہوئی تو فوراً دو آدمیوں کا سہارا لے کر مسجد کی طرف چل پڑے۔ مگر کمزوری کا یہ حال تھا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آپؐ کے دونوں پاؤں زمین پر گھسٹتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ دنیا میں خوشنودی اور توجہ دلانے کے لئے تالیاں پیٹی جاتی ہیں۔ عربوں میں یہی رواج تھا۔ مگر آپ کو خدا تعالیٰ کی یاد اور اس کا ذکر اتنا پسند تھا کہ اس غرض کے لئے بھی ذکر الہٰی ہی استعمال کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کام میں مشغول تھے کہ نماز کا وقت آگیا۔ آپ نے فرمایا ابوبکرؓ نماز پڑھا دیں۔ اتنے میں آپ کام سے فارغ ہو گئے اور مسجد کی طرف چل پڑے۔ جب آپ مسجد میں پہنچے تو ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ مسجد میں آگئے ہیں تو بے تاب ہو کر تمام نماز پڑھنے والوں نے تالیاں پیٹنی شروع کر دیں۔ جس سے ایک طرف تو یہ بتانا مقصود تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے سے ان کے دل بے انتہا خوش ہو گئے ہیں اور دوسری طرف ابوبکرؓ کو توجہ دلانا مطلوب تھا کہ آپ کی امامت ختم ہوئی اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پہنچ گئے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹ گئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے امام کی جگہ چھوڑ دی نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکرؓ جب میں نے تم کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا تو پیچھے کیوں ہٹ گئے۔ ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ خدا کے رسول کی موجودگی میں ابو قحافہ کا بیٹا کیا حیثیت رکھتا تھا کہ نماز پڑھائے۔ پھر آپ صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ تالیاں پیٹنے سے تمہاری کیا غرض تھی۔ خدا کے ذکر کے وقت میں تالیوں کا پیٹنا تو نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ جب نماز کے وقت کوئی ایسی بات ہو کہ اس کی طرف توجہ پھرانی ضروری ہو تو بجائے تالیاں پیٹنے کے خدا کا نام بلند آواز سے لیا کرو۔ جب تم ایسا کرو گے تو خود بخود دوسروں کی توجہ اس واقعہ کی طرف پھر جائیگی مگر اس کے ساتھ ہی آپؐ تکلف کی عبادت بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ گھر میں گئے تو آپ نے دیکھا کہ دو ستونوں کے درمیان ایک رسی لٹکی ہوئی ہے۔ آپ نے پوچھا یہ رسی کیوں بندھی ہوئی ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حضرت زینب کی رسی ہے۔ جب وہ عبادت کرتے کرتے تھک جاتی ہیں تو اس رسی کو پکڑ کر سہارا لے لیتی ہیں۔ آپ نے فرمایا ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ رسی کھول دو۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ اتنی دیر عبادت کیا کرے جب تک اس کے دل میں بشاشت رہے جب وہ تھک جائے تو بیٹھ جائے۔ اس قسم کی تکلف والی عبادت کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

شرک سے آپ کو اس قدر نفرت تھی کہ وفات کے وقت جبکہ آپ جان کندن کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ آپ کبھی دائیں کروٹ لیتے اور کبھی بائیں کروٹ لیتے اور یہ فرماتے جاتے۔ خدا ان یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنا لیا ہے یعنی وہ نبیوں کی قبروں پر سجدے کرتے ہیں اور ان سے دعائیں کرتے ہیں۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ میری قوم اگر میرے بعد ایسا ہی فعل کرے گی تو وہ یہ نہ سمجھے کہ وہ میری دعاؤں کی مستحق ہوگی بلکہ میں اس سے کلّی طور پر بیزار ہوں گا خدا تعالیٰ کے لئے آپؐ کی غیرت کا ذکر آپ کی زندگی کے تاریخی واقعات میں آچکا ہے جب مکہ کے لوگوں نے آپ کے سامنے ہر قسم کی رشوتیں پیش کیں تا آپ بتوں کی تردید کرنا چھوڑ دیں۔ اور آپ کے چچا ابو طالب نے بھی اس امر کی آپ سے سفارش کی کہ اگر تم نے اتنی بات بھی نہ مانی تو میری قوم اگر میں نے تمہارا ساتھ نہ چھوڑا تو مجھے بھی چھوڑ دے گی۔ تو آپ نے فرمایا اے چچا! اگر یہ لوگ سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں لا کر کھڑا کر دیں تب بھی میں خدا کی توحید کو پھیلانے سے نہیں رک سکتا۔

مولوی عبدالکریم صاحب شرما مبلغ مشرقی افریقہ کے اعزاز میں دعوت

وکالت التبشیر کی طرف سے جناب مولوی عبدالکریم صاحب شرما مبلغ مشرقی افریقہ کے اعزاز میں ایک پارٹی دی گئی۔ تلاوت مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم نے کی۔ بعد ازاں مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب قائمقام وکیل التبشیر نے وکالت تبشیر کی طرف سے ایڈریس پڑھا۔ مکرم مولوی عبدالکریم صاحب شرما نے ٹانگانیکا میں مسیحی مشنریوں کی کثرت اور ان کے ذرائع کا تفصیل سے ذکر کیا اور احباب سے درخواست دعا کی۔ بالآخر حضرت مولوی محمد الدین صاحب ناظر تعلیم نے جو اس تقریب کی صدارت فرما رہے تھے اجتماعی دعا فرمائی۔ (نامہ نگار)

درخواست دعا

مکرم ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کڑک آف گوجرانوالہ پہلے انفلوئنزا کے حملہ سے کئی روز صاحب فراش رہے اب لاہور میں بعارضہ ضیق النفس سخت بیمار ہیں۔ کمزور بہت ہو گئے ہیں۔ جملہ احباب کرام سے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جلد تر ان کو کامل صحت بخشے آمین

خاکسار بھی بوجہ ضعیف العمری و زیادتی دباؤ خون اپنے احباب کرام کی دعاؤں کا محتاج ہے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور انجام بخیر ہو۔ آمین

قاضی محمد عبداللہ ربوہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دُنیا کیلئے کامل نمونہ ہیں

(رقم فرمودہ حضرت مولانا شیر علی صاحب بی۔ اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

عقلاً کوئی شخص تمام بنی نوع انسان کے لئے کامل نمونہ کہلانے کا حقدار نہیں ہو سکتا جب تک، کہ وہ مندرجہ ذیل دو شرطوں کو پورا نہ کرتا ہو۔

اوّل۔ اس کی زندگی کے حالات اور اس کا روز و شب کا عمل تفصیل کے ساتھ دنیا کی نظر کے سامنے ہو۔ اس کے گرد و پیش کے حالات اور کس طرح ان حالات کے ماتحت اُس نے اپنی زندگی بسر کی۔ ان سب امور کا مفصّل علم ہمیں حاصل ہونا چاہیئے۔ اس کی زندگی کا کوئی حصہ ہماری آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونا چاہیئے۔ نمونہ اس لئے ہوتا ہے۔ کہ دوسرے لوگ اس کی نقل کریں۔ جس کے حالات کا ہی ہمیں پورے طور پر علم نہ ہو۔ اسے ہم اپنے روزمرہ کے کاروبار کے لئے کس طرح اپنا نمونہ بنا سکتے ہیں کامل نمونہ کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس کی کامل تصویر ہماری آنکھوں کے سامنے ہو۔ اس کا اُٹھنا اور بیٹھنا۔ اس کا سونا اور اس کا جاگنا اس کا چلنا اور پھرنا۔ غرض اس کا دن رات کا ہر ایک عمل ایک متحرک تصویر کی طرح ہمیں نظر آتا ہو۔ پھر اس کی زندگی کا کوئی بڑا حصّہ گمنامی کی تاریکی میں پڑا ہوا نہ ہو۔ ایسا شخص ہمارے لئے کامل نمونہ نہیں ہو سکتا۔ جس کی زندگی کے اکثر یا ایک بڑے حصہ پہ تاریکی کا پردہ پڑا ہوا ہو۔ اور صرف چند سال کے لئے وُہ دنیا کے سامنے ظاہر ہو کر پھر دنیا سے غائب ہو جائے۔ اور ان چند سال کے حالات بھی ایسی تفصیل کے ساتھ محفوظ نہ ہوں کہ اس کی شب و روز کی زندگی ایک آئینہ کی طرح ہماری نظر کے سامنے ہو۔

دوسرے اس کی زندگی ایسے حالات میں سے گذری ہو۔ کہ وہ زندگی کے ہر ایک پہلو کے لئے نمونہ بننے کی قابلیت رکھتی ہو۔ مثلاً اگر ایک شخص نے اپنی ساری زندگی تجرد میں ہی گذار دی۔ وہ ایسے لوگوں کے لئے جو متاہل ہوں۔ کیا نمونہ پیش کر سکتا ہے۔ اور اہل و عیال والے لوگ اس کے عملی نمونہ سے کیا سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ ایسا ہی اگر ایک شخص ہمیشہ ناداری اور غربت کی حالت میں مبتلا رہا ہو۔ اور اس نے مالدار ہو کر کبھی اپنا نمونہ دنیا کے سامنے پیش نہ کیا ہو۔ تو ایسی صورت میں غرباء اور مساکین تو بے شک اس سے کچھ نہ کچھ سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ غربت کی حالت میں اس نے کوئی قابل تقلید نمونہ پیش کیا ہو۔ لیکن ایسے لوگ جو افلاس کی مصیبت میں مبتلا نہیں۔ اس کی زندگی سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے اور اگر دولت مند لوگ اس سے یہ سبق حاصل کرنا چاہیں۔ کہ مالدار ہو کر ان کو کس طرح کی زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ اور کس طرح اپنے اموال کو یتامیٰ مساکین اور بے کسوں کی امداد کے لئے صرف کرنا چاہیئے۔ تو ایسے شخص کی زندگی ان کے لئے کوئی عملی نمونہ مہیا نہیں کر سکتی۔ اسی طرح اگر ایک شخص ہمیشہ اپنے ظالم دشمنوں کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھاتا رہا ہو۔ اور کبھی اس پر کوئی ایسا وقت نہ آیا ہو۔ کہ اس کو اپنے دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوا ہو۔ تو ایسا آدمی اس امر میں تو بے شک نمونہ بن سکتا ہے۔ کہ دشمن کے جور و ستم کو کس طرح صبر سے برداشت کیا جائے لیکن اس کو اس بات کا عملی نمونہ دکھانے کا موقعہ نہیں ملا۔ کہ اگر اس کو اپنے خونی دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوتا۔ تو وہ ان سے کیا سلوک کرتا۔ اور کیسے اخلاق کے ساتھ ان سے پیش آتا۔ آیا اس وقت اس کے انتقام اور غضب کی آگ بھڑک کر ان کو جلا دیتی یا وہ لاتثریب علیکم الیوم کہہ کر ان سے محسنانہ سلوک کرتا۔

اسی طرح اگر ایک شخص ہمیشہ محکومی کی حالت میں رہا ہے۔ اور کبھی حکومت کرنے کا اس کو موقعہ نہیں ملا۔ تو ایسا شخص رعایا کے لئے اچھا یا بُرا نمونہ تو پیش کر سکتا ہے۔ لیکن اولی الامر لوگوں کو اس کے نمونہ سے کسی فائدہ کے حاصل کرنے کی توقع رکھنا لاحاصل ہے۔ وہ کسی امر میں بھی اس سے کسی قسم کا سبق حاصل نہیں کر سکتے۔ نہ وہ امور ملک داری اور انتظام سلطنت میں ان کے سامنے اپنا کوئی نمونہ پیش کر سکتا ہے۔ اور نہ وُہ قواعد صلح و جنگ میں ان کو اپنے عملی نمونہ سے کوئی سبق سکھا سکتا ہے۔ نہ وُہ قوانین کے وضع کرنے میں اس سے کسی قسم کی رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور نہ وُہ قوانین کے نافذ کرنے اور معدلت گستری میں اس کے نمونہ کی پیروی کر سکتے ہیں۔ اور نہ امور سیاسیہ و تعلقات بین الاقوام میں اس سے کوئی سبق سیکھ سکتے ہیں۔

اسی طرح اگر ایک شخص نے ہمیشہ خلوت کے گوشہ میں اپنی زندگی گذاری اور اس کو عام لوگوں کے ساتھ کوئی واسطہ اور معاملہ نہیں پڑا۔ تو ایسے آدمی سے اگر عابد اور زاہد لوگ کچھ فائدہ اٹھائیں تو اٹھائیں لیکن دنیا اپنے روزمرہ کے معاملات اور تعلقات میں اس سے کسی قسم کی روشنی حاصل نہیں کر سکتی۔ غرض ایسے شخص کے لئے جو دنیا میں کامل نمونہ پیش کرنے کے لئے مبعوث کیا گیا ہو۔ یہ ضروری ہے۔ کہ اس کی زندگی اس طرح پر واقع ہوئی ہو۔ اور اس کو ایسے حالات میں سے گذرنا پڑا ہو۔ کہ اس کو تمام انسانی اخلاق کے احسن اور اکمل طور پر ظاہر کرنے کا موقعہ ملا ہو۔ تا وہ تمام انسانوں کے لئے اور زندگی کے تمام شعبوں کے لئے اور ہر ایک قسم کے حالات اور معاملات میں ایک کامل نمونہ عملی رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کر سکے مثلاً اگر اس کے ہاتھ میں کبھی مال نہیں آیا۔ تو وُہ سخاوت میں کیا نمونہ دکھائے گا۔ اور اگر وُہ کسی حرب میں نہیں ڈالا گیا۔ تو وہ شجاعت میں کیا نمونہ دکھا سکتا ہے۔

یہ وہ شرطیں ہیں۔ جن کا عقلاً ایک ایسے شخص میں پایا جانا ضروری ہے۔ جو دنیا کے لئے بطور ایک کامل نمونہ کے مبعوث کیا گیا ہو۔ اور جس شخص میں یہ دونوں باتیں کامل طور پر نہ پائی جائیں۔ وُہ اس بات کا حق دار نہیں۔ کہ اسے دنیا کے سامنے بطور کامل نمونہ پیش کیا جائے۔

اب ہم ان تمام ہادیان دین پر نظر کرتے ہیں جن کو مختلف قومیں بطور کامل نمونہ کے دنیا کے آگے پیش کرتی ہیں۔ اور ان میں صرف ایک ہی ایسا وجود دیکھتے ہیں۔ جس میں یہ دونوں شرطیں اکمل اور اتم طور پر پائی جاتی ہیں۔ اور وہ اکیلا انسان نبی عربی فداہ امی و ابی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ تمام قوموں کے ہادیوں میں یہی ایک مقدس وجود ہے۔ جس کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں شرطوں کو جمع کر دیا۔ اور صرف آپ ہی کی ذات بابرکات ہے۔ جن کی زندگی کا کوئی ٹکڑا تاریخی کے پردہ کے نیچے چھپا ہوا نہیں ہے جن کی زندگی کے تمام ضروری حالات ولادت سے لے کر وفات تک۔ تاریخ میں محفوظ ہیں۔ جن کے بچپن کے اخلاق اور عادات کی گواہیاں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ جن کے زمانہ شباب کا پاکیزہ رویہ ایسے لوگوں کی شہادتوں سے ہم تک پہنچ چکا ہے۔ جن کو دن رات آپ کی مطہر زندگی کے مطالعہ کا موقعہ ملتا تھا۔ اور جن میں نہ صرف آپ کے قریبی رشتہ دار شامل ہیں۔ بلکہ وہ لوگ بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے باوجود مخالفت مذہبی آپ کی پاکیزہ زندگی کی شہادت دی۔ اور ان شہادت دینے والوں میں ابوجہل اور امیّہ بن خلف جیسے دشمن بھی شامل ہیں۔ اور پھر زمانہ بعثت سے لے کر وفات تک کے حالات ایسی تفصیل کے ساتھ ہمارے پاس موجود ہیں۔ کہ اس کی مثال تمام گذشتہ انبیاء میں سے کسی کی زندگی میں بھی قطعاً نہیں ملیگی آپ کے دن کے افعال اور آپ کی رات کی زندگی نہایت باریک تفصیل کے ساتھ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ آپ کا شب و روز کا عملدرآمد ایسی صفائی کے ساتھ ہمیں نظر آ رہا ہے۔ کہ گویا ہم خود اس زمانہ میں موجود ہیں اور آپ کی زندگی کے حالات کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔ پس یہ شرط ایک بے نظیر رنگ میں آپ کے مبارک وجود میں پوری ہوتی ہے۔ پھر جس طرح آپ کی مبارک ذات میں پہلی شرط نہایت حیرت انگیز طور پر پوری ہوئی۔ اسی طرح ایک معجزانہ رنگ میں دوسری شرط بھی آپ ہی کی زندگی میں پوری ہوتی نظر آتی ہے علیم و خبیر خدا کے دست قدرت نے آپ کو ایسے انقلابات میں سے گذارا۔ کہ تئیس سال کے مختصر عرصہ میں آپ نے زندگی کے ہر ایک شعبہ میں نوع انسان کے لئے ایک کامل نمونہ پیش فرمایا۔ اور کوئی انسانی خلق نہیں جس کے ظاہر کرنے کا آپ کو پورا پورا موقعہ نہ دیا گیا ہو جب اس پہلو سے ہم آپ کی زندگی پر نظر کرتے ہیں۔ تو خدا کی قدرت کا ایک ہاتھ نظر آتا ہے جیسا قرآن شریف اس لحاظ سے ایک معجزہ ہے کہ باوجود ایجاز کے وُہ تمام الٰہی حقائق پر حاوی ہے اور کوئی دینی حقیقت ایسی نہیں۔ جو اس میں نہ پائی جاتی ہو۔ اسی طرح آپ کی نبوت کی زندگی بھی اس لحاظ سے ایک معجزہ ہے۔ کہ ایک نہایت ہی قلیل عرصہ میں آپ نے زندگی کے ہر ایک پہلو کے لئے اور انسانوں کے ہر ایک طبقہ کے لئے ایک پاکیزہ اور کامل نمونہ دنیا کی پیروی کے لئے چھوڑا اور تمام انسانی اخلاق میں سے کوئی ایسا خلق نہیں۔ جس کا عملی نمونہ عین موقعہ اور محل پر آپ کی زندگی میں نظر آتا ہو۔

آپ ایک یتیم کے طور پر ایک شریف لیکن غریب خاندان میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی آپ میں ایک خاص وقار پایا جاتا تھا چنانچہ گھر میں آپ اپنا کھانا بھی کبھی مانگ کر نہیں لیتے تھے۔ آپ کو اپنی معاش کے لئے مزدوری سے عار نہ تھی۔ چنانچہ آپ نے خود بعد میں فرمایا کہ میں چند قراریط لے کر اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ آپ نے بعد میں تجارت شروع کی۔ اور دیانتداری راستبازی معاملہ کی صفائی اور عہد کی پابندی میں خاص شہرت حاصل کی۔ آپ کے ارد گرد بُت پرستی شراب نوشی قماربازی اور طرح طرح کی بدکاریوں کا بازار گرم تھا لیکن آپ کی زندگی ہر ایک قسم کے عیب سے پاک اور صاف رہی۔ اور آپ نے اپنے ہم وطنوں سے امین اور صدوق کا خطاب حاصل کیا۔ اور بنی نوع انسان کی ہمدردی اور اپنے بزرگوں کی فرمانبرداری اور صلہ رحمی اور ہر ایک قسم کی نیکی میں آپ مشہور و معروف رہے۔ اور ہر ایک قسم کے پسندیدہ خلق سے آپ متصف تھے۔ ۲۵ سال تک آپ مجرد رہے۔ اور یہ زمانہ آپ نے نہایت عفت اور پاکبازی کے ساتھ گذارا۔ اس کے بعد آپ نے چالیس سالہ بیوہ سے شادی کی۔ اور ۵۰ سال کی عمر تک آپ نے نہایت وفاداری سے اُس کے ساتھ نباہ کیا آپ کا چال چلن ایسا پاکیزہ تھا۔ کہ نیک فطرت لوگوں نے آپ کا دعویٰ سنتے ہی آپ کی صداقت کا اقرار کیا اور بدفطرت لوگوں کو بھی یہ کہنا پڑا کہ ہم تجھ کو تکذیب نہیں کرتے۔ لیکن ہم آپ کے لائے ہوئے دین کو قبول نہیں کر سکتے۔ دعویٰ نبوت کے بعد آپ کی سخت مخالفت کی گئی۔ آپ کو اور آپ کے متبعین کو [illegible]

دکھ دیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اِن شدائد اور تکالیف کے زمانہ کو تیرہ سال تک لمبا کر دیا۔ اور آپ کے خیر خواہ چچا اور آپ کی غمگسار بیوی کو بھی آپ سے جُدا کر لیا اور آپ کے لئے کوئی ظاہری پناہ کی جگہ نہ چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا اس لئے کیا اور اس تکلیف کے زمانہ کو اس قدر لمبا اس لئے کر دیا۔ تا آپ کا صبر اور استقامت دنیا پر پورے طور پر واضح ہو جائے۔ آخر آپ نے خدا تعالیٰ کے اذن سے اپنے متبعین سمیت ایک دوسرے شہر میں جا کر پناہ لی۔ مگر دشمن نے وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا بلکہ تمام مُلک عرب کو آپ کے خلاف بھڑکا دیا۔ تب اگرچہ آپ کی جماعت کمزور اور قلیل تھی۔ تاہم اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر آپ نے اپنی جماعت کے لئے اور اسلام کو دشمن کے ہاتھ سے بچانے کے لئے دشمن کا مقابلہ کیا اور باوجود اپنی جماعت کی قلّت اور بے سرو سامانی کے آپ نے اپنے کثیر التعداد اور زبردست دشمن کو جو بار بار آپ کے مقام ہجرت پر چڑھ کر آتا تھا۔ ایسی شکست دی۔ کہ اس کا سارا زور اور اس کا سارا گھمنڈ ٹوٹ گیا اور آخر عاجز اور لاچار ہو کر اُس نے آپ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ تب آپ نے نہایت فراخ دلی سے اُن کے سارے جرم معاف کر کے اور اُن کے سارے مظالم اور جور و تعدّی کو فراموش کر کے اُن کو بھائیوں کی طرح اپنے گلے لگا لیا۔

آپ نے نہ صرف مکہ کے قریش کو مغلوب کیا بلکہ سارے ملک عرب کے دشمن قبائل کو زیر کیا۔ اور جنوب سے لے کر شمال تک اور مشرق سے لے کر مغرب تک امن اور آزادی کا سِکّہ بٹھا دیا۔ آپ نے جس بہادری سے دشمن کا مقابلہ کیا جن تدابیر سے اُن کو مغلوب کیا۔ اور جس طریق سے چند سال کے عرصہ میں وحشیوں اور درندوں کی زمین میں امن کی حکومت قائم کی۔ جو جنگ کے دوران میں دشمن اور قیدیوں سے سلوک اور عہد و پیمان اور صلح و آشتی کے بارے میں جاری کئے۔ اور جس شرافت اور شجاعت کے ساتھ جنگ کو چلایا۔ اور جس نیک نیتی اور امن پسندی کی روح کے ساتھ صُلح کے معاہدے کئے۔ اور جس دیانت داری اور راستبازی کے ساتھ اُن کی پابندی کی۔ اور جو حسنِ سلوک مغلوب دشمن کیا تھا یہ سب امور مہذب سے مہذب سلطنتوں کے لئے اُس وقت سے لے کر اب تک ایک قابلِ تقلید نمونہ ہیں۔ اور آئندہ بھی رہیں گے۔

جب آپ نے اپنے وطنِ محبوب سے ہجرت کر کے مدینہ کو اپنا مرکز بنایا۔ اور وہاں کی غیر مسلم آبادی سے باہمی تعاون اور مذہبی آزادی کے اصول پر ایک معاہدہ کیا۔ اور بعد میں عرب کے تمام قبائل کے ساتھ جنگ چھڑ جانے کی وجہ سے آپ کو اپنا مرکز مضبوط کرنا پڑا۔ اور بعض گرد و نواح کے قبائل کو مغلوب کر کے اُن کے ساتھ صلح کا عہد و پیمان کیا۔ اور امن کے قیام کے لئے بعض ضوابط و قوانین کا اجرا کیا۔ تو اس طرح رفتہ رفتہ مدینہ ایک اسلامی سلطنت کا دار الخلافہ ہو گیا۔ اور حالات نے آپ کو ایک بادشاہ کی حیثیت دے دی تو اس وقت آپ کے کام کا دائرہ نہایت وسیع ہو گیا اور آپ کے تعلقات بڑھ گئے۔ اس وقت آپ کئی کام تھے۔ مذہبی ہادی اور رہنما اور اخلاقی واعظ اور سوشل ریفارمر ہونے کے علاوہ حکومت اور سیاست کے تمام شعبوں کی باگ ڈور آپ کے ہی ہاتھ میں تھی آپ ہی بادشاہ تھے۔ اور آپ ہی کمانڈر انچیف اور سپہ سالار تھے۔ آپ ہی شارع اور قوانین کا اعلان کرنیوالے تھے۔ آپ ہی اُن قوانین کو جاری کرنے والے اور آپ ہی جج اور آپ ہی مجسٹریٹ تھے۔ آپ ہی سیاسی اور پولیٹیکل مہمات کو پورا کرنے والے تھے۔ اور جوں جوں آپ کی سلطنت کے حدود وسیع ہوتے گئے۔ توں توں آپ کے کام کا دائرہ بھی وسیع ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ سرحدی حکومتوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کی نوبت آ گئی ان کاموں کے علاوہ آپ کے سوشل تعلقات بھی وسیع ہوتے گئے۔ اور آپ کے فرائض کی تقسیم اور آپ کے کاموں کا دائرہ ایسا وسیع ہو گیا۔ کہ ان کو کسی حد بندی کے اندر لانا ایک محال امر ہے۔ مگر جیسا کہ تاریخ گواہی دیتی ہے۔ آپ نے اُن بے شمار فرائض کو نہایت ہی احسن طور پر ادا کیا۔ اور ہر ایک امر میں ایک ایسا نمونہ پیش کیا اور ایسے اصول قائم کئے جو تمام انسانوں کے لئے قابلِ تقلید اور ہر ایک پہلو سے کامل ہیں۔

اِن مختلف شعبوں کے علاوہ تعلقات کے وسیع ہو جانے کی وجہ سے آپ کو ہر ایک قسم کے خلق کے اظہار کا موقعہ ملا۔ آپ نے ہر ایک موقعہ پر عین محل اور موقعہ کے مطابق ہر ایک خلق کا نمونہ دکھایا۔ آپ بادشاہ ہوئے۔ مگر آپ نے اپنے لئے کوئی شان و شوکت کا سامان نہ کیا بلکہ پہلے کی طرح سادہ زندگی بسر کرتے رہے۔ آپ کے پاس اموال آئے۔ مگر آپ نے اپنے لئے ایک حبہ بھی جمع نہ کیا بلکہ سارے کے سارے اموال غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کی مدد کے لئے خرچ کر دیئے۔ اور اپنے لئے ہمیشہ درویشانہ زندگی پسند فرماتے رہے۔

غرض جیسی کامل وہ کتاب ہے۔ جو آپ پر نازل ہوئی۔ ایسا ہی کامل وہ انسان تھا۔ جس پر وہ کتاب اُتاری گئی۔ جیسا آپ کی لائی ہوئی تعلیم کامل ہے۔ ایسا ہی آپ کا عملی نمونہ بھی کامل ہے۔ گویا آپ نے اس کامل تعلیم کو اپنے عملی نمونہ میں پورا کر کے دکھا دیا چنانچہ ایک فہیمہ زکیہ خاتون نے جس کو دن رات آپ کے عملی نمونہ کا نہایت قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملتا رہا۔ آپ کی نسبت فرمایا۔ کان خلقہ القرآن جیسے تمام درجہ کے لوگوں کے لئے قرآن شریف میں کامل ہدایت موجود ہے۔ ایسا ہی آپ کی زندگی میں ہر طبقہ کے انسانوں کے لئے کامل نمونہ موجود ہے۔ آپ کی زندگی بچوں کے لئے بھی ایک کامل نمونہ ہے جوانوں کے لئے بھی اور بوڑھوں کے لئے بھی غرباء کے لئے بھی اور امراء کے لئے بھی رعایا کے لئے بھی اور حکام کے لئے بھی درویشوں کے لئے بھی اور بادشاہوں کے لئے بھی مذہبی رہنماؤں کے لئے بھی اور سوشل ریفارمروں کے لئے بھی محبانِ وطن کے لئے بھی اور سیاسی اور پولیٹیکل انسانوں کے لئے بھی۔ زاہدوں اور عابدوں کے لئے بھی اور دنیا کے کاروباری انسانوں کے لئے بھی۔ مزدوروں کے لئے بھی، اور تاجروں کے لئے بھی۔ مجرموں کے لئے بھی، اور محتاجوں کے لئے بھی۔ فوجی جرنیلوں اور سپہ سالاروں کے لئے بھی اور مدبرانِ مُلک اور اصحاب حل و عقد کے لئے بھی۔ بنی نوع کے ہمدردوں اور بہی خواہوں کیلئے بھی اور مصیبت زدوں اور مساکین کے حامیوں کے لئے بھی واضعان قانون اور مقننوں کے لئے بھی۔ ججوں اور مجسٹریٹوں کے لئے بھی۔ غرض آپ کی زندگی تمام بنی نوع انسان کے لئے اور تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے ایک کامل اور مکمل نمونہ ہے۔ اور کوئی انسان ایسا نہیں۔ جس کے لئے اعلیٰ اور بہترین نمونہ آپ کی زندگی میں نہ ملتا ہو۔

سلام بحضور سیّد الانام (صلی اللہ علیہ وسلم)

از حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ

بدرگاہِ ذیشانِ خیر الانام — شفیع الوریٰ۔ مرجعِ خاص و عام

بصد عجز و منّت۔ بصد احترام — یہ کرتا ہے عرض آپ کا اک غلام

کہ اے شاہِ لولاک عالی مقام

علیک الصّلوٰۃ و علیک السّلام

حسینانِ عالم ہوئے شرمگیں — جو دیکھا وہ حُسن اور وہ نورِ جبیں

پھر اس پر وُہ اخلاق اکمل تریں — کہ دشمن بھی کہنے لگے آفریں!

زہے خُلقِ اکمل، زہے حُسنِ تام

علیک الصّلوٰۃ و علیک السّلام

خلائق کے دِل تھے یقیں سے تہی — بُتوں نے تھی حق کی جگہ گھیر لی

ضلالت تھی دُنیا پہ وُہ چھا رہی — کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی

کیا شرک کا کام تم نے تمام!

علیک الصلوٰۃ و علیک السّلام!

محبت سے گھائل کیا آپ نے — دلائل سے قائل کیا آپ نے

جہالت کو زائل کیا آپ نے — شریعت کو کامل کیا آپ نے

بیاں کر دیئے سب حلال اور حرام

علیک الصلوٰۃ و علیک السّلام

نبوّت کے تھے جس قدر بھی کمال — وُہ سب آپ میں جمع ہیں لامحال

صفاتِ جمال اور صفاتِ جلال — ہر ایک رنگ ہے بس عدیم المثال

لیا ظُلم کا عفو سے انتقام

علیک الصلوٰۃ وعلیک السّلام

وَفا اور حیا اور مطہر مذاق — شجاعت سخاوت مروّت میں طاق

سوارِ جہانگیر بجراں بُراق — کہ بگذشت از قصرِ نیلی رواق

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام

علیک الصلوٰۃ و علیک السّلام

عَلمدارِ عُشّاقِ ذاتِ یگاں — سپہدارِ افواجِ قدوسیاں

معارف کا اِک قلزمِ بیکراں — افاضات میں زندۂ جاوداں

پلا ساقیا مئےِ دلبر کا جام

علیک الصلوٰۃ و علیک السّلام

آدم توحید — حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم!

(از مکرم چوہدری محمد شریف صاحب فاضل سابق مبلغ بلاد عربیہ)

ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت اس دنیا میں پیدا ہوئے۔ اس وقت ان کا وطن جزیرہ عرب بت پرستی میں اپنے کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ اس کے مختلف حصوں میں لات مَنات۔ عُزّیٰ، ھُبَل وغیرہ بڑے بڑے بتوں کی پرستش ہوتی تھی۔ خود مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ جو خدائے واحد کی پرستش کے لئے دنیا میں سب سے پہلا گھر ہے۔ اور جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہت سی نیک دعاؤں کے ساتھ دوبارہ تعمیر کیا تھا۔ اور اپنے پلوٹھے بیٹے اسمٰعیل ؑ کو توحید کی بانی کے قیام و استحکام کے لئے وہاں آباد کیا تھا۔ بتوں سے بھرا پڑا تھا۔ اور وہی خدا کے نیک بندے جو توحید کے قیام کے لئے دنیا میں آئے تھے۔ یعنی حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام وغیرھما ان کے بت اور ان کی مورتیں بھی اس مقدس گھر میں رکھی ہوئی تھیں۔ اور ان کی عبادت اور تعظیم ہوتی تھی اور وہی قوم (قریش) جو مکہ مکرمہ میں اس لئے بسائی گئی تھی۔ کہ وہ خدائے واحد کی پرستار ہو۔ بت پرستی اور شرک میں بہت بری طرح مبتلا اور گرفتار تھی۔

جزیرہ عرب کے چاروں طرف بھی خالص توحید کا نام و نشان نہ تھا۔ یمن تثلیث پرستوں کے ماتحت تھا۔ مصر تین خداؤں کا قائل اور پرستار مسیح ابن مریم علیہما السلام تھا۔ حبشہ اور سوڈان بھی عیسائیت اور شرک کے قلعے تھے جن میں حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا سمجھا جاتا تھا۔ ملک شام یعنی آج کل کے اردن فلسطین، سوریا۔ لبنان اور ٹرکی ایشیا میں اور سارا یورپ، بت پرستی اور مسیح پرستی میں اپنے کمال کو پہنچ چکا تھا۔ افریقہ کا سارا ملک نہ صرف اسی زمانہ میں بلکہ آج تک بھی اس کا بیشتر حصہ یا تو وحشت میں مبتلا ہے۔ جسے انسان کی صرف شکل ملی ہے۔ اور یا مشرک اور توہم پرست ہے۔ اور جزائر برطانیہ کریٹ صقلیہ، انگلینڈ وغیرہ بھی مسیح پرستی میں مبتلا تھے۔

ایشیا میں شرک اور بت پرستی بھی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ اور انڈونیشیا جاپان سے کشمیر کی وادیوں تک ہر جگہ بت خانے ہی بت خانے اور ان کے پوجاری ہی پوجاری نظر آ رہے تھے۔ ایران اور اس کے ملحقہ علاقے آتش پرستی کے گڑھ اور قلعے تھے۔ گویا ساری دنیا ہی توحید سے محروم اور شرک کے لازمی نتیجہ توہم پرستی۔ جھوٹ، قتل و غارت اور ایسے ہی دیگر جرائم کی شکار تھی۔ اور ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ حرف بحرف پورا ہو چکا تھا۔

ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرزمین مکہ میں مبعوث فرمایا۔ اور آپ کو

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(صرف اللہ ہی معبود ہے)

کی تعلیم دی۔ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۔ کہہ کر توحید کو پھیلانے کا حکم دیا۔

یہ تعلیم گو نہایت سادہ، فطرت انسانی کے موافق، اور سب انبیاء کی مسلمہ تعلیم تھی۔ مگر مرور زمانہ سے دلوں پر کچھ ایسے پردے پڑ چکے تھے۔ کہ اس زمانہ کے بت پرستوں کو اس کی سمجھ نہیں آتی تھی۔ حتیٰ کہ انہوں نے جو آپ کے اولین مخاطب تھے۔ اسے سن کر کہہ دیا:۔

اَجَعَلَ الْاٰلِھَۃَ اِلٰھًا وَّاحِدًا ؟ اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ !

کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سب خداؤں کو ایک خدا بنا دیا؟ یعنی یہ کہتا ہے۔ کہ صرف ایک ہی خدا ہے۔ یہ تو بڑی قابل تعجب بات ہے! اسے ماننے کے لئے کون تیار ہوگا۔ مگر آپ استقلال سے توحید کی منادی میں لگے رہے اور ان کو سنا دیا۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ* جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ۔ کہ اب توحید اس طور پر قائم ہوگی کہ نہ تو جزیرہ عرب میں نئے سرے سے کسی اور رنگ میں شرک پیدا ہوگا۔ اور نہ پرانی بت پرستی اور شرک دوبارہ عود کرے گا۔

شروع شروع میں بت پرستوں اور مشرکوں اور صدیوں کے بگڑے ہوئے انسانوں کو یہ باتیں انہونی معلوم ہوتی تھیں۔ مگر آخر جب ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کے دلائل انہیں سنائے۔ (جو قرآن کریم کی مکہ مکرمہ میں اترنے والی سورتوں میں کثرت سے اور بتکرار مذکور ہیں) تو ان میں سے سعید روحیں آپ کے ہاتھ پر جمع ہونے لگ گئیں۔ اور آہستہ آہستہ آپ کے ساتھ ایک جماعت ہو گئی۔ جو توحید پر پختہ ہو گئے۔

لیکن یہ بات بت پرستوں کے لئے اور مسیح پرستوں کے لئے ایک سخت خطرہ تھا جس کا تدارک انہوں نے ضروری سمجھا۔ اسی لئے انہوں نے آپ کی جماعت کو پہلے پاگلوں کا گروہ قرار دیا گیا۔ پھر محصور کیا گیا۔ جب اس میں بھی ناکامی رہی۔ تو آپ کو قتل کرنے کے منصوبے کئے گئے جن کے نتیجہ میں آپ کو ہجرت کرنی پڑی۔ پھر وہ آپ کے دارالہجرت مدینہ منورہ میں بھی آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو قتل و غارت کرنے کے لئے پہنچے۔ اور تلوار سے لڑائیاں کیں۔ مگر آپ بفضلہ تعالیٰ ہر معرکہ اور ہر میدان میں فتح مند ہوئے اور وہی اللہ اکبر کی آواز جو مکہ میں بلند نہیں کی جا سکتی تھی۔ اور وہی کلمہ حق

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

جس کی مکہ مکرمہ اور اس کے ارد گرد پذیرائی اور شنوائی نہ تھی۔ عرب کے ریگستانوں اور میدان کارزار میں عاشقان توحید نے پوری قوت سے بلند کیا۔ اور ایک دن وہ بھی آگیا۔ جس دن ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار عاشقان توحید کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوگئے۔ اور مکہ مکرمہ کو اور خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک و صاف کر دیا۔ اور خدائے واحد کی توحید آپ کے سارے وطن میں آپ کی زندگی میں ہی قائم ہو گئی۔ اور بت پرستی اور شرک آپ کے ملک سے آپ کی پیشگوئی کے مطابق ایسے دور ہوئے کہ آج بھی جب کہ آپ کی بعثت پر ۱۳۹۰ سال گذر چکے ہیں۔ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے اور خدا تعالیٰ کی توحید اسی طرح اس ملک میں قائم ہے جیسے آپ نے اپنے عہد سعادت مہد میں قائم کی تھی۔ فَاللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ۔

گو اپنے ملک کو فتح کر لینا اور اس میں توحید قائم کر لینا، اور اپنی عزت اس مقولہ کے باوجود کہ نبی بے عزت نہیں۔ مگر اپنے وطن میں ہمیشہ کے لئے قائم کر لینا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے مگر آپ چونکہ رحمۃ للعالمین تھے۔ اور خدا تعالیٰ کے سب ملک آپ کے ملک تھے۔ اسلئے آپ کے اور آپ کے خلفاء راشدین کے ذریعہ ایران اور اس کے ملحقہ ممالک سے آتش پرستی دور کی گئی۔ اور اس کی جگہ خدا پرستی کو دی گئی اور جزیرہ عرب کے اطراف و جوانب مصر و سوڈان۔ لیبیا۔ مراکش۔ الجزائر۔ ٹرکی۔ شام و لبنان، اردن، عیسائیت کا مرکز اور مہد فلسطین۔ اور یورپ کے کئی حصے مسیح پرستی سے پاک کئے گئے۔ اور ان میں خدا تعالیٰ کی خالص توحید قائم کی گئی۔ انڈونیشیا توحید سے منور کیا گیا۔ ہندوستان کے سومنات رخصت کئے گئے اور اس کے ہر حصہ میں، توحید حقیقی کے علمبرداروں نے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کی ندائیں بلند کیں۔ اور مشرکوں اور بت پرستوں میں سے دس کروڑ انسانوں کو توحید کا عاشق صادق اور فدائی بنایا۔ اور اس کے کونہ کونہ میں عظیم الشان مسجدیں اور منارے تعمیر کئے۔ جن پر سے پانچ وقت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی ندائیں پورے زور سے بلند ہو رہی ہیں۔ اور خدائے واحد کی پرستش ہو رہی ہے۔ اور ہر روز توحید ترقی پر ہے اور تثلیث پرست اپنی تثلیث کو جلد جلد خیرباد کہہ رہے ہیں۔ اور بت پرست بت پرستی سے بیزار ہو رہے ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں۔ جب آپ کے آخری خلیفہ (غلام احمد علیہ السلام) کے ذریعہ افریقہ کے تاریک و تار علاقے اور امریکہ اور یورپ کے باقی ماندہ علاقے بھی نور توحید سے منور ہو کر خود لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے داعی اور فدائی ہو جائیں گے۔

الغرض توحید کو دنیا میں دوبارہ لانیوالا اور اسے ساری دنیا میں دوبارہ قائم کرنیوالا آدم یا بلفظ دیگر خدا کی بادشاہت کو دنیا میں ایسے ہی قائم کرنے والا جیسے آسمان پر قائم ہے۔ ایک ہی شخص ہے۔ جس کا نام ہے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ

"تو جان ما منور کردی از عشق
فدایت جانم اے جان محمد"

* اَلْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا۔ یعنی اب توحید کے قائم ہونے کا وقت آگیا ہے۔ اور شرک مٹا دیا جائیگا۔ اور تھوڑے دن ہوا کہ شرک بھاگنے والا اور شکست کھانیوالا ہے نیز یہ بھی پڑھ سنایا ہے۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری درویش قادیان کی والدہ صاحبہ سخت بیمار ہیں۔ حالت تشویشناک ہے۔ کمزوری زیادہ ہو گئی ہے۔ بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان ان کی صحت اور درازی عمر کے لئے دعا فرمائیں۔

(حکیم عبیداللہ رانجھا ربوہ)

۲۔ میرے والد محترم جناب خان میر خان صاحب افغان تقریباً ایک ماہ سے بیمار ہیں درویشان قادیان اور بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے۔

(حمیداللہ خان)

۳۔ مکرم مرزا محمد شریف بیگ صاحب امیر جماعت احمدیہ پتوکی ضلع لاہور عرصہ ایک ماہ سے پھیپھڑوں کی خرابی اور بخار کی وجہ سے بیمار ہیں احباب کرام کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ ان کی صحت کے لئے دعا فرماویں۔ (خاکسار محمد ذکاراللہ خان سیکرٹری اصلاح و ارشاد پتوکی ضلع لاہور)